الایام: مجلس برائے تحقیق اسلامی تاریخ وثقافت، کراچی جلد: ۱، شمارہ: ۲، جولائی۔ دسمبر ۲۰۱۰

مکاتیب

مکاتیب علی ارشد
بنام نگار سجاد ظہیر

تاریخ میں ہمیشہ ہی خطوط کو اہمیت حاصل رہی ہے اور مورخین کے نزدیک یہ بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خطوط کتنے ہی ذاتی یا کاروباری نوعیت کے کیوں نہ ہوں اپنے عہد کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ان سے کئی معلومات اخذ کی جاسکتی ہیں، اور کئی اندازے قائم کیے جاسکتے ہیں۔ اردو ادب میں تو مکتوب نگاری، مرزا غالب کے خطوط کے بعد معتبر ٹھہری، لیکن عربی ادب اور اسلامی تاریخ میں عہد رسالت سے مکتوبات پر خاص توجہ مرکوز رکھی گئی ہے۔ مسلمان مورخین اور سیرت نگاروں نے رسول اللہ کے خطوط اور وثیقہ جات کی تلاش اور چھان پھٹک میں بڑی کاوشیں کیں کیونکہ یہ خطوط مختصر اور سیاسی نوعیت کے ہونے کے باوجود اہم تاریخی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

زیر نظر مضمون ان دس خطوط اور ان کی تشریحات پر مبنی ہے جو مکتوب نگار علی ارشد صاحب نے راقمہ کو تحریر کیے۔ یہ خطوط ۲۹ رجون ۲۰۰۱ تا ۱۴ رجون ۲۰۰۴ء کے درمیان لکھے گئے۔ افادیت کے پیش نظر ابتداء میں مکتوب نگار کا تعارف بھی شامل کیا گیا ہے۔

ان خطوط میں دقیق علمی، ادبی یا سیاسی مسائل زیر بحث نہیں آئے ہیں۔ چند خطوط کی حیثیت محض کاروباری ہے، تاہم اس کے باوجود ان خطوط سے علی ارشد صاحب کے ذوق کتاب داری، جو کہ اب گئے زمانوں کی روایت لگتی ہے، اوران کے کتب خانے کے حوالے سے اہم نکات سامنے آتے ہیں، جو بہت سے لوگوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہوسکتے ہیں۔

خطوط میں حواشی اس اعتبار سے اہم ہوتے ہیں کہ انہیں مکتوب الیہ ہی بیان کرسکتا ہے کیونکہ وہی خط کے سیاق وسباق سے اور جوابِ خط سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔

مکتوب نگار: علی ارشد

علی ارشد چودھری صاحب (۱۹۵۴ء۔۲۰۰۹ء) کی سب سے اہم صفت کتابوں سے ان کا عشق تھا۔ ''کتب داری'' میں پاکستان کی کئی شخصیات مشہور ہیں، انہی میں ایک فیصل آباد کے علی ارشد صاحب کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔ ان کا ذاتی کتب خانہ ''بیت الکتب'' کے نام سے مشہور تھا۔[1] یہ کتب خانہ انہوں نے اپنے والدین کے ایصالِ ثواب کی غرض سے قائم کیا تھا، جس کی طرف انہوں نے اپنے ایک خط میں بھی اشارہ کیا ہے۔ ان کی زندگی تک یہ کتب خانہ ۶۴۔ اقصیٰ ٹاؤن، ملت روڈ، فیصل آباد میں قائم تھا۔ علی ارشد صاحب کے انتقال کے بعد یہ کتب خانہ سردار مسعود جھنڈیر لائبریری (میلسی، ملتان) میں منتقل ہوگیا ہے۔

علی ارشد صاحب چونکہ غمِ روزگار سے آزاد تھے، لہذا ان کی کل وقتی مصروفیت ان کا یہ کتب خانہ ہی تھا۔ خود ان کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق ان کے کتب خانے میں ۲۰۰۱ء تک اٹھارہ ہزار کتب تھیں۔ دس سال میں یقیناً بہت سی کتب کا اضافہ ہوا ہوگا، کیونکہ 'بیت الکتب' کے لیے کتابوں کی خریداری ان کا دلپسند مشغلہ تھا جس کے لیے وہ ملک کے اندر ہی سفر نہیں کرتے تھے بلکہ کئی دفعہ بھارت بھی گئے، اور وہاں سے اپنی مطلب کی متعدد کتب خرید کر لائے۔

میری علی ارشد صاحب سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی، تاہم اپنے خطوط کی روشنی میں وہ ایک شریف النفس، اور وضع دار انسان لگتے ہیں۔ ان کے ایک دوست محمد رمضان یوسف سلفی ان کے بارے میں، لکھتے ہیں۔ ''علی ارشد صاحب اپنے حسن اخلاق، دلاویز شخصیت، مہمان نوازی، دوستی اور دینی وعلمی ذوق سے دوسروں کو متاثر کردیتے تھے میرے ان سے دوستانہ مراسم ۱۹۹۸ء سے قائم تھے، ان کے ساتھ سفر کئے، بہت سی علمی شخصیتوں سے ملے، لاہور میں ان کی ہمراہی میں الاعتصام کی لائبریری دیکھی، پروفیسر عبدالجبار شاکر کا ''بیت الحکمت'' دیکھا اور بھی بہت سی لائبریریوں کی سیر کی، مورخ، اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی سے ان کے نہایت دوستانہ مراسم تھے۔ بھٹی صاحب جب بھی فیصل آباد تشریف لاتے تو علی ارشد صاحب کے یہاں قیام پذیر ہوتے۔ علی ارشد صاحب فون کرکے راقم کو بھی اپنے یہاں بلالیا کرتے اور پھر رات دیر تک خوب محفل جمتی۔ دوستوں کو گاہے گاہے اپنے گھر بلاتے اور پرتکلف دعوتوں کا اہتمام کرتے۔ دوستوں کی غمی خوشی میں شریک ہوتے۔ کتابیں خرید کر دوسروں کو مطالعہ کے لیے دینا بڑے دل گردے کا کام ہے، ارشد صاحب میں یہ وصف تھا کہ وہ نایاب سے نایاب کتاب بھی بلاتکلف دوستوں کو دے دیتے، وہ بڑے حوصلے اور دل والے آدمی تھے اور اپنے اوصاف و اطوار

سے چودہری تھے۔''۲

۲۹۔ جون ۱۹۵۴ء کو فیصل آباد کے نواحی قصبے چک نمبر ۱۱۷میں چودہری عبدالرحیم کے گھر میں پیدا ہوئے۔ ایف ۔ اے تک عصری تعلیم حاصل کی، لڑکپن سے ہی کتابیں پڑھنا اور جمع کرنا شروع کردی تھیں اور اسی شوق میں تمام عمر لگا دی ۔ وہ ایک کھاتے پیتے ،متمول ، زمیندار گھرانے کے فرد تھے اور تمام عمر کاروباری مصروفیات سے آزاد رہے۳

انہوں نے مولانا عبدالواحد لائلپوری ،حکیم نواز الدین لائلپوری، مولانا محمد اسحاق بھٹی ، اور ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی پر بڑے معلوماتی مضامین لکھے۔ ان کا ایک مقالہ جو دادد بوہری فرقے سے متعلق تھا،صدیقی ٹرسٹ کراچی کی طرف سے کتابی صورت میں شائع ہوا تھا۔۴

وہ ۱۵ رفروری ۲۰۰۹ء کو لاہور گئے جہاں فورٹرس اسٹیڈیم میں کتابوں کا میلہ لگا تھا۔ انہوں نے وہاں سے اپنی لائبریری کے لیے ڈھیروں کتابیں خریدیں۔ یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہ رہی ہوگی کہ موت انہیں، ان خرید کردہ کتب کے جائزے اور اندراج کی مہلت بھی نہ دے گی، وہ ۱۷رفروری کو فیصل آباد میں اپنے گھر میں صبح گیارہ بجے کے لگ بھگ، دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کرگئے۔ وہ عرصے سے شوگر کے مریض تھے۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ''خاموش قاتل'' (Silent Killer) ہے۔ ۱۸ رفروری کو ان کی تدفین ان کے آبائی گاؤں دھنولہ میں کردی گئی، ان کی نماز جنازہ مولانا یوسف انور صاحب (نائب امیر مرکزی جمیعت اہل حدیث، پاکستان) کی زیرامامت ادا کی گئی ۔ نماز جنازہ سے قبل انہوں نے علی ارشد صاحب کی دینی مساعی اور تحریکِ ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں ان کی خدمات کوخراج تحسین پیش کیا۔

مکتوب ۱

جمعہ ۲۹ جون ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ

محترمہ پروفیسر ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

السلام علیکم:

ادارہ قرطاس کی جانب سے شائع ہونے والی کتب حاصل کرنا چاہتا ہوں مثلاً مطالعہ تہذیب، تاریخ اسماعیلیہ، دشت امکان، کتاب المحبر (اگر اردو ترجمہ ہے تو) عرب اور موالی، مختار ثقفی،

عہد اموی میں سیاسی و مذہبی احزاب، وغیرہ۔ ان کی قیمت بہت زیادہ ہے،رعایت کے بارے میں بتایئے کے کتنے فیصد تک ہوسکتی ہے، علاوہ ازیں ڈاک خرچ بہت بڑھ گیا ہے۔ کیا یہ کتب فیصل آباد کے کسی کتب فروش سے دستیاب ہوسکتی ہیں،کوئی ایجنسی وغیرہ آپ نے دی ہوکسی کو، اس طرح کچھ رقم بچ سکتی ہے۔ مزید یہ کہ برائے نوازش چند کتابوں کے بارے میں لکھیے کہ ان کا موضوع کیا ہے؟ وہ یہ ہیں۔ دشتِ امکان، دستِ قاتل، بار ہستی سواد شام سے پہلے، ڈھونڈو گے انہیں۔

کتاب المعارف کا پہلے بھی ترجمہ ہوچکا ہے، سلام اللہ صدیقی صاحب نے کیا تھا اور حافظ حقانی میاں قادری صاحب نے پاک اکیڈیمی کی طرف سے شائع کیا تھا۔ قیمت ۴۰ روپے تھی، اب علی محسن صدیقی صاحب کے ترجمے کی قیمت ۳۶۰ روپے ہے، اس تفاوت کا کوئی جواز تو ہوگا ؟۔ بیت الکتب میں اٹھارہ ہزار سے زائد کتابوں کا ذخیرہ ہے، الحمداللہ سبھی علمی و تحقیقی موضوعات پر مشتمل ہیں، ناول ، افسانے اور جدید شعراء کے مجموعہ ہائے دیوان برائے نام ہیں، زیادہ تر کتب اسلامی اور تاریخی نوعیت کی ہیں، مختلف رسائل و جرائد کے خاص نمبروں کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہے ۔''بیت الکتب'' کا شمار ان پانچ ،سات نجی کتب خانوں میں ہوتا ہے، جہاں سے اساتذہ اور طلبا کو استفادہ کے لیے کتابیں جاری کردی جاتی ہیں، چونکہ میں نے یہ کتب خانہ اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لیے قائم کیا ہے، اس لیے بھی بخل سے کام نہیں لیا جاتا۔

گزراش ہے کہ جن معلومات کے بارے میں لکھا ہے، مجھے ضرور آگاہ فرمایئے گا، اللہ تعالیٰ آپ کوصحت و عافیت سے رکھے

والسلام مخلص علی ارشد

مکتوب ۲

بدھ یکم اگست ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ

محترمہ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

السلام علیکم:

۲۰ فیصد رعائت اور ڈاک خرچ ادارہ قرطاس برداشت کرے گا،معقول بات ہے، اللہ تعالیٰ

آپ کو جزائے خیر دے۔ مندرجہ ذیل کتب وی پی پی کر دیجیے، ممنون احسان ہوں گا،

(۱) المعارف　(۲) تاریخ اسماعیلیہ　(۳) دشت امکان　(۴) کتاب المحبر　(۵) عرب اور موالی

(۶) مختار ثقفی　(۷) ڈھونڈو گے انہیں　(۸) عہد اموی میں سیاسی و مذہبی احزاب (غیر مجلد)

کتابیں جو تحفہ میں ملیں گی، شکریہ کے ساتھ وصول کروں گا، اللہ کرے کہ ادارہ قرطاس بے پناہ ترقی کرے، مولوی ثناء الحق صدیقی مرحوم سے میری خط و کتابت تھی، تقریباً سو خط میرے پاس ہیں ان کے، ان کی ایک کتاب، تاریخ اندلس قبل از اسلام، مکتبہ فریدی کراچی یونیورسٹی والوں نے شائع کی تھی، میں نے انہیں (۲) بار ہا لکھا ہے لیکن انہوں نے جواب ہی نہیں دیا۔ سالہا سال سے تقاضا کر رہا ہوں کہ قیمت بتادیجیے تو منی آرڈر بھیج دیتا ہوں یا وی پی کر دیجیے۔ پتہ نہیں ان کے کیا اصول ہیں؟ آپ نے ایک کتب اندوز بھائی سے تعاون فرمایا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

والسلام مخلص علی ارشد

مکتوب ۳

جمعرات ۳۰/اگست ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ

محترمہ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

السلام علیکم:

کتابیں مجھے مل گئیں ہیں، شکریہ، جو کتابیں تحفہ میں ملی ہیں، ان کے لیے ممنون احسان ہوں، قیمت آج منی آرڈر کر دوں گا، انشاء اللہ۔

مولوی ثناء الحق صدیقی مرحوم کے خطوط بڑے دلچسپ اور متنوع موضوعات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں، میں یہ خطوط بڑی خوشی کے ساتھ آپ کے حوالے کر دیتا لیکن صورت حال یہ ہے کہ حضرو میں ہمارے ایک دوست ہیں، راشد علی زئی انہوں نے یہ خطوط دیکھے تو بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ وہ ایک رسالہ 'صدف' کے نام سے نکالتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ خطوط نمبر نکالنے والے ہیں اور یہ سارے خط شامل اشاعت کرلیں گے، اب اس بات کو تقریباً تین سال ہو گئے ہیں۔

میں انہیں خط لکھ رہا ہوں اور درخواست کروں گا کہ وہ تمام خطوط آپ کے حوالے کر دیں، بھلے آدمی ہیں، مجھے امید ہے کہ ضرور ارسال خدمت کر دیں گے، آپ بھی ضرور لکھیے گا، انہیں اس پتہ

پر۔ راشد علی زئی صاحب میرا کتب خانہ حضرو ضلع اٹک

''میرا کتب خانہ'' ان کو والد سے ورثہ میں ملا ہے، ان کے والد کا نام خواجہ اسد محمد خاں تھا، بڑے نامور محقق اور علماء ان کے کتب خانے کی سیر کر چکے ہیں مثلاً مولانا غلام رسول مہر، علامہ عبدالقدوس ہاشمی اور مولانا مودودی مرحوم وغیرہ۔ آپ انہیں ضرور لکھئے گا۔ تاریخ اندلس قبل از اسلام اگر مل جائے تو میرے کتب خانہ میں مولوی ثناء الحق صدیقی مرحوم کی کتابوں کا سیٹ مکمل ہو جائے گا۔ جزاءکم اللہ خیراء

والسلام مخلص علی ارشد

مکتوب ۴

بدھ ۱۹ رستمبر ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ

محترمہ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

السلام علیکم!

تحائف موصول ہو گئے ہیں، جزاءکم اللہ۔ خطوط کے سلسلے میں، راشد علی زئی صاحب کو خط لکھ دیا تھا اور درخواست کی تھی کہ فوراً خطوط روانہ کر دیئے جائیں۔ اگر اصل نہیں تو اچھی سی عکسی نقول تیار کروا کے بھیج دیں۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب دوبارہ انہیں لکھوں گا کہ برائے نوازش خطوط کراچی ارسال فرمادیں، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ خطوط خوانخواہ اپنی تحویل میں کیوں رکھنا چاہتے ہیں! خطوط کی اشاعت سے انہیں کوئی نقصان تو ہوگا نہیں، بہر حال یہ بات طے ہے کہ اس دور میں ناجائز قبضہ چھڑانا بہت مشکل کام ہے۔ اللہ کرے کہ خطوط آپ کو مل جائیں، اگر قابل اشاعت ہوں تو شائع فرماد یجئے گا۔ مجھے رائلٹی بالکل نہیں چاہیے، دعا ہے کہ آپ خیرو عافیت سے ہوں۔

والسلام مخلص علی ارشد

مکتوب ۵

جمعہ ۹ رنومبر ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ

محترمہ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

السلام علیکم:

تین کتابیں ''بیت الکتب'' کے لیے موصول ہوئی ہیں، جزاءکم اللہ خیرا، میں احسان مند

ہوں۔

راشد علی زئی صاحب کو میں نے دو خط لکھے لیکن انہوں نے پلٹ کر جواب ہی نہیں دیا، اتنا لاپرواہ لگتا تو نہیں تھا، آپ کو کیا جواب ملا؟ یقین تو نہیں لیکن محسوس یہی ہوتا ہے کہ راشد صاحب نے کچھ نہیں کیا ہوگا، خیر اللہ مسبب الاسباب ہے، شاید میں حضرو جاؤں، انشاء اللہ۔

میں قرطاس اور اس سے متعلق سبھی افراد کے لیے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ بے پناہ ترقی سے نوازے۔

والسلام مخلص علی ارشد

مکتوب ۶

جمعرات ۳رجنوری ۲۰۰۲ء/۱۴۲۲ھ

محترمہ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

سلام مسنون:

عید کے بعد میں اپنی بیٹی کی شادی میں مصروف رہا، ابھی بھانجے اور بھانجی کی شادی سے فارغ ہوا ہوں، عید کارڈ ملا، اس کا شکریہ ادا کرنے کی اب فرصت ملی ہے، آپ کے اچھوتے خیال کی تحسین کا ادھار بھی تھا۔

عید کارڈ پر، آپ نے مفلوک الحال قوموں کی حالت کو عجیب انداز میں پینٹ کردیا ہے، آپ کی نظم پڑھ کر لگتا ہے کہ آپ نے موجودہ جنگ کی روئیداد لکھ دی ہے[۹]۔ جزاء کم اللہ خیراء۔

''کوئی بھی موسیٰ نہیں ہے''، یہ مصرعہ پڑھ کر انتقام کی خواہش تیز ہوجاتی ہے، دعا کیجئے اس بار کوئی صلاح الدین ایوبی نہ ہو، جو لاکھوں مسلمانوں کے قاتل صلیبیوں سے کہے کہ اپنا اپنا سامان اٹھا کر بیت المقدس سے نکل جاؤ، بلکہ حجاج بن یوسف جیسا بیدار مغز جرنیل ہو جو کافر حربیوں کو کچل کر رکھ دے۔

''المجبر''[۱۰] کب شائع ہو رہی ہے۔

مخلص علی ارشد

مکتوب ۷

بدھ ۶ / مارچ ۲۰۰۲ء / ۱۴۲۲ھ

محترمہ نگار سجاد ظہیر صاحبہ

پہلے مجھے ساحل کے دو پرچے ملے پھر 'سورہ ہود' کی تفسیر، جوابی رسید لکھنے کے بارے میں سوچ رہا تھا دراصل اس وقت طبیعت کچھ خراب تھی لیکن اتنی بگڑ جائے گی کہ پھر پورا مہینہ راولپنڈی کے اسپتال میں گزارنا پڑے گا، اس کا اندازہ نہیں تھا، میں احسان مند بھی ہوں اور معذرت خواہ بھی، ابھی ڈاکٹروں نے زیادہ حرکت کرنے سے منع کیا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی مفصل خط لکھوں گا۔

علی ارشد

مکتوب ۸

ہفتہ ۱۵/ جون ۲۰۰۲ء / ۱۴۲۳ھ

محترمہ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

سلام مسنون:

یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ فہرست آپ کو مل گئی ہے، تفسیر سورہ یوسف مجھے مل گئی ہے اس سے پہلے فہرست مطبوعات اور دو مقالے" حجاج بن یوسف" اور" مسلمانوں کی طبی خدمات" ملے تھے، "غلامی ایک تحقیقی جائزہ" نہیں ملا، اگر آسانی سے دستیاب ہو تو بھجوایئے گا، تردد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ آپ نے نہیں لکھا کہ سفر ناموں سے آپ کو کیا دلچسپی ہے، گوجرانوالہ میں ہمارے دوست ہیں، ضیاء اللہ کھوکھر صاحب، انہوں نے عبدالمجید کھوکھر لائبریری میں موجود سفرناموں کی فہرست 'نوادرات' کے نام سے چھاپی ہے، انہیں اس پتہ پر لکھئے، ضیاء اللہ کھوکھر عبدالمجید کھوکھر یادگار لائبریری ۸۳۔بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ۔ بہت بڑی لائبریری ہے ، اچھے آدمی ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ تعاون کریں گے۔

علی ارشد

مکتوب ۹

جمعہ ۵ / جولائی ۲۰۰۲ء / ۱۴۲۳ھ

محترمہ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

سلام مسنون:

گزشتہ دس، بارہ دن سے بڑی شدید گری پڑ رہی تھی، یہی وجہ ہے کہ تفسیر سورہ رعد اور دوسرے پمفلٹ ملنے کی اطلاع دینے میں تاخیر ہوگئی، معذرت خواہ ہوں اور شکر گزار بھی کہ بیت الکتب کے لیے کتابوں کا تحفہ ملتا رہتا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارہ قرطاس اور اس سے وابستہ تمام افراد کو بے پناہ ترقی سے نوازے، آمین۔

جناب عبدالوہاب خان سلیم صاحب ۱۲؎ کے پاس، اگر وہ تمام سفرنامے ،خصوصاً حرمین کے سفرنامے ، موجود ہیں، جو عبدالمجید کھوکھر یادگار لائبریری میں ہیں تو یقیناً انہیں مجھ سے رابطہ کرنے کی زحمت نہیں اٹھانا پڑے گی، کیونکہ کھوکھر لائبریری" بیت الکتب" سے کئی گنا بڑی ہے اور کھوکھر صاحب کو بھی حرمین کے سفرناموں سے خصوصی دلچسپی ہے، صحت اب الحمدللہ بالکل صحیح ہے، بس ذرا گری بیکار کر دیتی ہے،

علی ارشد

مکتوب ۱۰

جمعہ ۱۶ / اپریل ۲۰۰۴ء / ۱۴۲۵ھ

محترمہ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

سلام مسنون:

گزشتہ مارچ کے آخر میں تقریباً بائیس سال کے بعد کراچی آنے کی سعادت حاصل ہوئی، برادر عزیز ریاض احمد برنی صاحب دو دن اپنی گاڑی میں کتاب میلے دکھاتے رہے، اللھم زدفزد۔

فاران کلب میں کتابیں سستی تھیں، فریئر ہال میں قدرے مہنگی تھیں اور ریگل چوک کے پاس اتوار بازار والے تو گویا کتابیں لٹا رہے تھے، خصوصاً انڈین کتابیں لاہور کی نسبت نہایت سستی تھیں، کراچی کے "عالم میں انتخاب" ہونے میں شک نہیں لیکن وہاں کے لوگ ایسا لگتا تھا کہ عدم تحفظ کا شکار

ہیں، کچھ ڈرے ڈرے سے، سہمے سہمے سے یا شاید میرا اندازہ غلط ہو۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری صاحب ۱۳ نے، اللہ انہیں جزائے خیر دے، کم وبیش پچاس کتابیں ہدیہ کردیں اور پروفیسر منیر واسطی صاحب ۱۴ نے بھی اپنا حصہ ڈالا، اللہ اجر عظیم سے نوازے۔

ادارہ قرطاس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کے اگر پانچ پانچ نسخے منگوائے جائیں تو کتنی رعائت ہوگی جبکہ ادائیگی نقد کی جائے گی۔ اس طرح کچھ دوستوں کی فرمائش بھی پوری ہوجائے گی، دعا ہے کہ آپ مع اہل خانہ خیروعافیت سے ہوں۔

والسلام علی ارشد

مکتوب ۱۱

پیر ۱۴ر جون ۲۰۰۴ء ر ۱۴۲۵ھ بسمہ تعالیٰ

محترمہ پروفیسر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

سلام مسنون:

چونکہ کراچی سے شائع ہونے والی کتب فیصل آباد میں آسانی سے دستیاب نہیں ہیں، اس لیے ہم کچھ دوستوں نے یہ پروگرام بنایا کہ پانچ پانچ دس دس نسخے منگوالیے جائیں تو اس طرح رعایت زیادہ ہوگی اور پھر آپس میں بانٹ لیں گے، اس سلسلے میں آپ کو خط لکھ دیا لیکن آپ کا جواب موصول ہونے سے پہلے میری ملاقات لاہور میں پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب ۱۵ سے ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے کتاب سرائے کے نام سے کتابوں کی دکان کھولی ہے، جہاں کراچی کی مطبوعات ۴۰ فیصد رعایت کے ساتھ دستیاب ہوں گی بشمول ادارہ قرطاس کی کتابوں کے، ''الملل'' وہاں سے خریدی بھی گئی، اب میں تذبذب کی حالت میں ہوں کہ قرطاس ہی سے منگوالی جائیں یا پھر کتاب سرائے والوں کو تکلیف دی جائے، قرطاس کی کتاب تو بکے گی ہی، ہمیں یعنی کتب اندوز دوستوں کو ڈاک خرچ کی بچت ہوجائے گی، آپ کے مشورے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا، ۱۶ کراچی میں مجھے آپ سے ضرور ملنا چاہیے تھا اس طرح میں بیت الکتب کے لیے کچھ کتابیں حاصل کرلیتا بہرحال اگلے چکر میں اس نقصان کی تلافی ضرور کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

دعا گو علی ارشد

حواشی اور حوالہ جات

۱۔ ۲/اکتوبر ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ جب ہم میلسی کے دورے پر تھے تو وہاں سردار مسعود صاحب نے بتایا کہ انہوں نے علی ارشد صاحب کا کتب خانہ خریدلیا ہے۔ جھنڈیر لائبریری کی دوسری نوتعمیر بلڈنگ میں مذکورہ خرید کردہ کتب خانے کی کتب تجلید وتحفیظ کے بعد الماریوں میں ترتیب سے لگائی جارہی تھیں۔ اس ذخیرہ کتب میں زیادہ تعداد عقائد پر کتابوں کی تھی۔

۲۔ 'الانتقاذ' مدیر محمد تنزیل الصدیقی الحسینی، ص ۱۲۳ (وفیات) مکتبہ دارالاحسن، کراچی، اگست ۲۰۱۰ء۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ ایضاً۔

۵۔ ان کے اس استفسار کے جواب میں میں نے نہیں لکھا تھا کہ: ''یہ درست ہے کہ کتاب المعارف کا پہلے ترجمہ ہوا تھا جو کہ سلام اللہ صدیقی صاحب نے کیا تھا لیکن وہ مکمل کتاب کا ترجمہ نہیں تھا۔ وہ نصف کتاب کا ترجمہ تھا جو پاک اکیڈمی، کراچی سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا، جس کی قیمت =/۴۰ روپے تھی۔ آپ اندازہ لگائیں۔ سترہ سال میں قیمتیں کہاں پہنچ گئی ہیں، پھر وہ صرف نصف کتاب کا ترجمہ ہے جب کہ ہم پوری کتاب کا انتہائی مستند، مربوط ترجمہ معہ حواشی پیش کررہے ہیں جس کی ضخامت ۵۳۵ صفحات (بڑے سائز میں) ہے۔

۶۔ علی ارشد صاحب کو جواباً بتا دیا گیا تھا کہ مکتبہ فریدی کا کراچی یونی ورسٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۷۔ میں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اگر ثناء الحق صدیقی کے سو خطوط ہمیں مل جائیں۔ تو ان کو مرتب کرکے ادارہ قرطاس کی طرف سے شائع کردیا جائے۔ انہوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا لیکن یہ خطوط مل نہ سکے۔

۸۔ یہ تحائف بصورتِ کتب تھے۔

۹۔ ۲۰۰۲ء کی عید، افغانستان پر امریکی جارحیت کے زمانے میں آئی تھی، جب افغان قوم پر بلاجواز ڈیزی کٹر اور تباہ کن Carpet bombing کا سلسلہ جاری تھا۔ ادارہ قرطاس اس کی طرف سے ایک عیدکارڈ شائع کیا گیا تھا جس پر راقمہ کی یہ نظم چھپی ہوئی تھی۔ جس کا عنوان تھا ''کوئی بھی موسیٰ نہیں ہے'' مکمل نظم یہ ہے

کیا کوئی قیمت نہیں ہے؟
میرے گھر کی، جان کی لوگو

میرے اس چشمۂ دل سے اُبلنے پھوٹنے
اور بہنے والے آنسوؤں کی
کیا کوئی قیمت نہیں ہے؟
کیا کہیں سے عدل اور انصاف ہم کو بھی ملے گا؟
کیا مجھے پھر مل سکیں گے
میرا گھر اور آنگنوں میں کھکھلاتے میرے بچے
کیا کبھی میں سن سکوں گا؟
چھوڑیوں کی کھنکھناہٹ
آنچلوں کی سرسراہٹ
میری مٹی، میری خوشبو پر
فضا سے آگ برسانے کو کوئی روکتا ہے؟
ٹوکتا ہے؟
عہد بنجر ہو چلا ہے
بے حسی کے دور میں عالم ہی سارا سو چکا ہے
کوئی بھی موسیٰ نہیں ہے
اس فرعونی عہد میں پھر جی کے کوئی کیا کرے
کوئی بھی موسیٰ نہیں ہے۔

۱۰۔ مراد ہے ابن حبیب بغدادی کی ''کتاب المحبّر''۔ جس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر حمید اللہ نے املا کرایا، اس کا قلمی نسخہ میرے پاس محفوظ ہے۔

۱۱۔ کھوکھر لائبریری کے تعارف کے لیے ''الایام'' میں شائع شدہ مضمون 'پنجاب کے چند کتب خانے' ملاحظہ کیجئے۔

۱۲۔ عبدالوہاب خان سلیم صاحب، نیویارک (امریکہ) میں مقیم ہیں۔ وہاں ان کا ذاتی کتب خانہ ہے جس کا تخصص حج اور عمرے کے سفرنامے ہیں۔ اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والا ہر سفرنامہ ان کی لائبریری میں موجود ہے۔ حج اور عمروں کے سفرناموں کے حوالے سے شائد اتنا بڑا ذخیرہ کتب، دنیا بھر میں کسی کے پاس نہ ہو۔ خود وہاب صاحب فیض رساں آدمی ہیں ہندوستان اور پاکستان میں علمی سرگرمیوں

کی سرپرستی کرتے رہتے ہیں، اس وقت ان کی عمر پچھتر سال سے متجاوز ہے لیکن ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کتابوں کی ترسیل اور تبادلے کے بہت بڑے محرک ہیں۔

۱۳۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری پاکستان کی معروف علمی شخصیت ہیں۔

۱۴۔ پروفیسر ڈاکٹر منیرواسطی ،صدرشعبہ انگریزی ، جامعہ کراچی، علمی سرگرمیوں کے حوالے سے کراچی کی نمایاں شخصیت ہیں حال ہی میں اعجاز القرآن پر ان کی خوبصورت کتاب "The Quran, the book of free of doubt" یونی ورسٹی آف گجرات پریس سے شائع ہوئی ہے۔ ان کے ساٹھ (60) سے زائد مقالات، اہم تحقیقی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی دلچسپی کے خاص موضوعات مشرق اور مغرب کے مابین ادبی ارتباط۔جنوبی ایشیاء کی تحریک آزادی، اور اسلامی تہذیب ہیں۔

۱۵۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر (م یکم جنوری ۱۹۴۷۔ ۱۳۔اکتوبر۲۰۰۹ء) ملک کے مشہور کتاب دوست تھے۔ ان کا ذاتی کتب خانہ ''بیت الحکمۃ'' منصورہ(لاہور) کے قریب حبیب پارک میں ہے، جہاں سیرت پر کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر ۱۹۸۲ء میں پنجاب کی لائبریریوں کے ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوئے اور ۲۰۰۴ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔فیصل مسجد (اسلام آباد) کے خطیب بھی تھے۔علمی حلقوں میں ان کی شناخت ان کی گراں قدر لائبریری تھی جس میں سیرت النبی پر کتابوں کا وسیع ذخیرہ ہے اس کے علاوہ قران پاک کے نادر نسخے اور اقبالیات پر کتابوں کا اہم کلیکشن ہے۔ ۷ اور ۸ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو میں اور عزیزی ڈاکٹر سہیل شفیق لاہور میں تھے اور ''بیت الحکمت'' کو visit کرنا چاہتے تھے لیکن ہمیں اطلاع دی گئی کہ ان کے انتقال کے بعد فی الحال ''بیت الحکمۃ'' جوان کے گھر کی بالائی منزل ہے، بند ہے۔

۱۶۔میرا ان کو یہی مشورہ تھا کہ وہ کتاب سرائے سے رابطہ میں آجائیں، وہاں سے کتابوں کا حصول آسان اور سستا ہوگا لہذا اس کے بعد ہمارے درمیان خط وکتابت کا سلسلہ جو قرطاس کی کتابوں کی وجہ سے جاری ہوا تھا ختم ہوگیا۔